تاریخ پاک و ہند

جنگِ آزادئ ہند

سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریکِ جہاد

عروج و زوال کی داستان

مرتبہ
حافظ عبد الوحید الحنفی

شائع کردہ:
مرحبا اکیڈمی

سلسلۂ اشاعت نمبر 78

یااللہ مدد

اصل کلمہ اسلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حق چار یار

تاریخ پاک و ہند

جنگِ آزادئ ہند

سیّد احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریکِ جہاد

عروج و زوال کی داستان

مرتبہ

حافظ عبدالوحید الحنفی
چکوال

سلسلہ اشاعت نمبر 78

شائع کردہ: مرحبا اکیڈمی

خادم اہل سنت حافظ عبدالوحید الحنفی

☆☆☆☆

نام کتاب: جنگِ آزادیٔ ہند اور سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریکِ جہاد

سلسلہ اشاعت: 78 بار اوّل

مؤلف: حافظ عبد الوحید الحنفی آوڈھر وال (چکوال) 0302-5104304

صفحات: 48

قیمت: 50 روپے

ٹائٹل: ظفر محمود ملک 0334-8706701

کمپوزنگ: **النور** مینجمنٹ چکوال

طباعت: 23 جمادی الثانیہ 1442ھ مطابق 6 فروری 2021ء بروز ہفتہ

ناشر: مکتبہ حنفیہ اردو بازار لاہور 0343-4955890

ویب سائیٹ: www.alhanfi.com

حافظ عبد الوحید الحنفی

ملنے کے پتے:

کشمیر بک ڈپو — تلہ گنگ روڈ چکوال 0543-551148

مکتبہ رشیدیہ — بلدیہ مارکیٹ چھپڑ بازار چکوال 0543-553200

اعوان بک ڈپو — بھون روڈ چکوال 0543-553546

☆☆☆☆

فہرست عنوانات

عروج وزوال کی داستان	5
یورپی ممالک کا حسد ورشک	7
عہد اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمہ	9
سراج الدولہ کی انگریزوں سے چپقلش	11
سید احمد شہید کی تحریکِ جہاد	21
سید صاحب کی تحریک کا اثر	25
جنگِ آزادی	30
انگریز کا دہلی میں داخلہ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء	32
انڈین نیشنل کانگرس	35

☆☆☆☆

خادم اہلسنّت حافظ عبد الوحید الحنفی

خدامِ اہلِ سنت میدانِ عمل میں

از قلم: حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)
(۴ ذوالحجہ ۱۳۹۰ھ......31 جنوری 1971ء)

خدام اہل سنت ہیں ہم سنت کو پھیلائیں گے
ہم اللہ واحد کے بندے توحید کی شمع جلائیں گے

ہم شاہِ رسلؐ کی امت ہیں جن پہ ہے نبوت ختم ہوئی
ہم منکر ختم نبوت کو بس کافر ہی ٹھہرائیں گے

وہ ساقی کوثرؐ، شافع محشر، جانِ جہاں، محبوب خدا
ہم ختم نبوت کی خاطر ہر باطل سے ٹکرائیں گے

اصحابؓ نبیؐ، ازواجؓ نبیؐ اور آلِؓ نبیؐ پر ہم قرباں
بوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ کی شانیں ہم سمجھائیں گے

یہ چاروں خلیفہ برحق ہیں اور حسنؓ حسینؓ بھی ہیں پیارے
جنت کے جوانوں کے سید، ہم ان کی راہ دکھلائیں گے

سب یارِ نبیؐ کے پیارے ہیں اور دین کے روشن تارے ہیں
یہ سب حق کے چمکارے ہیں ہر جا پہ چمک دکھائیں گے

فرمانِ رسولِ اکرمؐ ہے مَا اَنَا عَلَیْہِ وَ اَصْحَابِیْ
میرے اور میرے صحابہؓ کے پیرو ہی جنت جائیں گے

سرکار مدینہ کی سنت اِک نور بھی ہے اور حجت بھی
سنت کی شمع جلا کر ہم اب ظلمت کفر مٹائیں گے

قرآن کا جلوہ سنت میں اور سنت کا صحابہؓ میں
ہم ان کی تابعداری میں باطل سے خوف نہ کھائیں گے

اے مسلم! تو مایوس نہ ہو، رکھ سچے خدا پر اپنا یقیں
اسلام تو دین فطرت ہے ہم فطرت ہی منوائیں گے

مزدور وکساں حیران ہیں کیوں، اسلام سراسر رحمت ہے
قرآن کے سایہ میں رہ کر ہم آزادی دلوائیں گے

اسلام ہے دیں اس خالق کا، انساں کو جس نے پیدا کیا
ہر ذرہ ذرہ پیدا کیا، ہم اس کی حمد سنائیں گے

یہ دنیا عالم فانی ہے، سب خلقت آنی جانی ہے
ازلی ابدی ہے ہمارا خدا ہم اس کا حکم چلائیں گے

تھا پاکستان کا مطلب کیا، بس لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ
میدانِ عمل میں آ کر ہم یہ مطلب حل کرائیں گے

اے پاکستان کے باشندو! آئین شریعت لازم ہے
ہم مسلم ہیں اللہ کے لئے، اسلام کا ڈنکا بجائیں گے

خدام اہل سنت کا ہے مظہرؔ بھی ادنیٰ خادم
ہم دین کی خاطر اِنْ شَآءَ اللّٰہ پرچم حق لہرائیں گے

عبدالوحید الحنفی

جنگِ آزادیٔ ہند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا اِلٰی طَرِیْقِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَ الْجَمَاعَۃِ بِفَضْلِہِ الْعَظِیْم
وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ الَّذِیْ کَانَ عَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم
وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ خُلَفَاءِہِ الرَّاشِدِیْنَ الدَّاعِیْنَ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم

عروج و زوال کی داستان

جزیرہ نمائے عرب دنیا کی سب سے بڑی شاہراہ تجارت جزیرہ نمائے عرب پر واقع ہے۔

اس لیے عرب تاجروں نے مشرق و مغرب کے درمیان ایک واسطہ کا کام کیا۔ ان کے بحری جہاز بحرین سے روانہ ہو کر مشرق کی طرف نکلتے تھے۔ اور دکن کے ساحلی علاقوں کے ساتھ ساتھ ہوتے ہوئے ملایا اور چین تک چلے جاتے تھے۔

جب سلطنت روما کے اقتدار کا آفتاب طلوع ہوا تو رومیوں نے بحیرۂ روم کے سواحِل پر تمام ممالک پر قبضہ کر کے ان کے تمام علاقوں کو اپنے زیر نگیں کر لیا جو کہ مشرقی تجارت کے مراکز تھے۔ اس طرح اس تجارت کے منافع سے سلطنت روما مستفید ہوتی رہی۔

حافظ عبدالوحید الحنفی

عہدِ نبوی ﷺ و خلافتِ راشدہ ریاست مدینہ کے قیام ۱ھ مطابق ۶۲۲ء کے بعد مسلمان تاجروں نے شام و مصر کے تجارتی راستوں سے تجارت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور عہدِ خلافتِ راشدہ میں مسلمانوں نے شام و مصر کے صوبے فتوحاتِ اسلام کے ذریعے رومیوں سے فتح کر کے اسلامی سلطنت میں شامل کر لیے۔

اس طرح پھر صدیوں تک مشرق و مغرب کی تجارت کی باگ ڈور مسلمانوں کے ہاتھ رہی۔

قدیم تجارتی راستے شمالی برصغیر سے مالِ تجارت قندھار یا کابل کے راستہ بلخ اور پھر سمرقند پہنچایا جاتا تھا۔ یہاں سے براستہ بحیرہ خزر (کیپسین) سے بحیرہ اسود تک پہنچا دیا جاتا۔

- (۲) دوسرا راستہ زیادہ مشہور تھا۔ مالِ تجارت قندھار سے ایران اور پھر وہاں سے دمشق شام یا سکندریہ مصر پہنچایا جاتا۔ مصر، شام اور ایشائے کوچک کے اکثر ساحلی شہر اسی راستے سے پاک و ہند کا مال حاصل کرتے تھے۔
- (۳) **بحری راستہ سے تجارت** جنوبی اور مشرقی برصغیر کی تجارت زیادہ تر بحری راستہ سے ہوتی تھی۔ بحری جہاز خلیج فارس میں داخل ہو کر اوّل مالِ تجارت بغداد لاتے اور وہاں سے شام، دمشق اور مصر سے ہوتا ہوا وینس، جنیوا اور پھر یورپ کے تمام ملکوں میں بھیج دیا

عبدالوحید

جاتا۔ اور دوسرا طریقہ خلیج فارس سے بحیرہ قلزم کی راہ سے مالِ تجارت سکندریہ مصر اور وہاں سے وینس اور جنیوا مال پہنچایا جاتا تھا۔

نیا بحری راستہ طلوع اسلام کے ساتھ ہی ان تمام ممالک پر مسلمان قابض ہو گئے، جن سے تجارتی راہیں گزرتی تھیں۔

اس طرح یہ تجارت بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئی۔ اب عرب تاجر مشرقی ممالک سے مالِ تجارت لاتے اور پھر وینس اور جنیوا کے تاجر اُن سے یہ مال خرید لیتے تھے۔ اس تجارت کی بنا پر اٹلی کے ان ساحلی شہروں میں مال و دولت کی ریل پیل تھی۔

عبدالوحید

یورپی ممالک کا حسد و رشک

مسلمانوں کی اس کامیاب تجارت کو یورپ کے دیگر ممالک حسد و رشک کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ اور ان کی یہ آرزو، دن بدن شدت اختیار کر رہی تھی کہ پاک و ہند کے ساتھ براہ راست تجارتی تعلقات قائم کریں۔

قسطنطنیہ کی فتح مئی ۱۴۵۳ء مطابق جمادی الاولیٰ ۸۵۷ھ کو جب مسلمانوں نے قسطنطنیہ کو فتح کر لیا اور عثمانی ترکوں کے دور اقتدار کا آغاز ہوا، اور وہ مشرقی یورپ کے علاوہ شام، عرب اور مصر پر بھی قابض ہو

گئے۔ چوں کہ عثمانی ترک، اہلِ یورپ سے برسرِ پیکار تھے اس لیے یورپی اقوام کے لیے قدیم تجارتی شاہراہوں کے ذریعے برصغیر پاک و ہند کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لیے تمام امکانات ختم ہو گئے۔ ان حالات میں انہوں نے اپنی تمام تر توجہ نئے بحری راستہ کی دریافت پر مبذول کر دی۔

امریکہ کی دریافت ۱۴۹۲ء مطابق ۸۹۷ھ

نئے بحری راستہ کی تلاش میں کولمبس نے پاک و ہند کا بحری راستہ تلاش کرنے کے دوران ۱۴۹۲ء مطابق ۸۹۷ھ امریکہ کو دریافت کر لیا۔

اس سلسلے میں پرتگال کی حکومت نے ملاحوں کو باقاعدہ تربیت کا اہتمام کیا۔ اور ملاحوں کو افریقی ساحل کا جائزہ لینے کے لیے بھیجتا رہا۔ آخر کار واسکوڈے گاما نے پاک و ہند کا نیا بحری راستہ تلاش کرتے کرتے ۱۴۹۸ء مطابق ۹۰۴ھ میں پاک و ہند کے ساحل مالابار پر واقع کالی کٹ کی بندرگاہ میں اُترا۔

وہ ہندو راجہ زمورن کے دربار میں حاضر ہوا اور تجارتی مراعات اُس سے حاصل کیں۔ ۱۴۹۹ء میں واسکوڈے واپس پرتگال چلا گیا۔ وہ ۱۵۰۱ء مطابق ۹۰۶ھ میں دوبارہ کالی کٹ آیا، ۱۵۰۳ء تک یہاں رہا اور تجارتی کوٹھیاں قائم کیں۔ اور پھر اِن علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

ایسٹ انڈیا کمپنی ۱۵۹۹ء مطابق ۱۰۰۷ھ میں لندن کے چند تاجروں

نے مل کر ملکہ الزبتھ سے پاک وہند کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے درخواست کی، جو منظور ہوئی۔

آخر ۱۶۰۰ء مطابق ۱۰۰۹ھ میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی گئی، اور چند تجارتی جہاز مشرق کی طرف روانہ کیے گئے۔ شروع میں کمپنی کو زیادہ تر توجہ ملایا کی طرف تھی، مگر وہاں ولندیزوں کی شدید مخالفت کی بنا پر اس نے پاک وہند کے ساتھ تجارت کرنے کا فیصلہ کیا۔

- ۱۶۰۸ء مطابق ۱۰۱۷ھ میں مغل بادشاہ جہانگیر کے دور میں کمپنی کو سورت میں تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اجازت مل گئی۔
- ۱۶۱۵ء مطابقب ۱۰۲۴ھ میں برطانوی کمپنی نے مزید تجارتی مراعات حاصل کرنے کے بعد برصغیر میں مختلف حصوں میں تجارتی مراکز قائم کر لیے۔

عہد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد حکومت میں کمپنی کو نامساعد حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور مغل حکومت کے خلاف باقاعدہ اعلان جنگ کر دیا۔

اس کے نتیجہ میں کمپنی کو بڑی ذلّت سے دوچار ہونا پڑا۔ نہ صرف بنگال بلکہ سارے برصغیر سے انگریز تاجر نکال دیے گئے۔ آخر منّت سماجت اور عاجزانہ درخواستوں کے بعد اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے

عبدالوحید

معافی دے دی۔

اور کمپنی کو سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) پونڈ جرمانہ ادا کرنا پڑا۔ اس صلح کے بعد ۱۶۹۰ء مطابق ۱۱۰۲ھ میں کمپنی نے اس جگہ جہاں موجود شہر کلکتہ آباد ہے، ایک کارخانہ قائم کیا۔ اور پھر اس کی قلعہ بندی کر کے اس کا نام فورٹ ولیم رکھا۔ اس شہر نے جو بعد میں کلکتہ کے نام سے موسوم ہوا، بہت جلد ترقی کی اور پھر برصغیر میں کمپنی کا صدر مقام بن گیا۔

بنگال پر انگریزوں کا قبضہ عالمگیر کی وفات کے بعد مرشد قلی خان (متوفیٰ ۱۷۲۷ء مطابق ۱۱۳۹ھ) اور پھر اُس کی اولاد بنگال پر حکمران رہی۔

سراج الدّولہ ۱۷۵۶ء مطابق ۱۱۷۰ھ علی وردی خان کی وفات پر اس کا نواسہ نواب سراج الدولہ بنگال کی نوابی کی مسند پر بیٹھا۔ وہ ۲۴ سالہ نوجوان تھا۔ اُس وقت ہندوؤں کا اثر ورسوخ زوروں پر تھا۔ بہت سے ہندو اہم عہدوں پر فائز تھے، لیکن یہ لوگ درپردہ مسلم حکومت کے خلاف سرگرمیوں میں مصروف تھے۔

میر جعفر بنگال جو کہ علی وردی خان کا برادر نسبتی تھا اور سراج الدولہ کا سپہ سالار تھا، بنگال کی حکمرانی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ چناں چہ تین عناصر ایسٹ انڈیا کمپنی، ہندوؤں اور میر جعفر کا اتحاد تھا، جو کہ سراج الدّولہ کے زوال کا باعث بنا۔

خادم اہلسنّت حافظ عبدالوحید الحنفی

سراج الدّولہ کی انگریزوں سے چپقلش

سراج الدّولہ کے برسر اقتدار آتے ہی نواب اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان چپقلش کا آغاز ہوا۔ انگریزوں نے نواب سراج الدولہ کے خلاف سازشوں کا دام پھیلا رکھا تھا۔

کلکتہ پر سراج الدّولہ کا قبضہ انگریزوں کے اس طرز عمل کی وجہ سے سراج الدولہ نے مئی ۱۷۵۶ء مطابق ۱۱۷۰ھ فوج روانہ کی، جس نے انگریزوں کی قاسم بازار کی تجارتی کوٹھی پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں نواب سراج الدولہ خود کلکتہ روانہ ہوا۔ عین شدت کی گرمی میں اور ایسے ملک میں جہاں سڑکوں کا انتظام نہ تھا، اس نے فوج اور بھاری توپ خانے کے ہمراہ ۱۶۰ میل کا سفر صرف ۱۱ دنوں میں طے کیا اور اچانک کلکتہ پر حملہ کر کے انگریزوں کو شکست دے کر قبضہ کر لیا اور انگریزوں کو شکست ہوئی۔

میر جعفر کی غداری میر جعفر نے قرآن پاک پر حلف اٹھا کر سراج الدولہ سے وفاداری کا وعدہ کیا۔ چناں چہ نواب سراج الدولہ نے اسے سپہ سالاری پر بحال رکھا اور پچاس ہزار فوج کے ساتھ جنگ پلاسی میں کلائیو کے مقابلہ میں آیا۔ ۲۲ جون ۱۷۵۷ء مطابق ۱۱۷۱ھ کو یہ تاریخی معرکہ ہوا۔

میر جعفر اور دوسرے غدّار افسروں نے لڑائی میں کوئی حصہ نہ لیا اور

ساری فوج بے حرکت پڑی رہی۔ صرف میر مدن اور ایک ہندو موہن لال نواب کے وفادار رہے۔ میر مدن کو توپ کا ایک گولہ لگا جس سے وہ جاں بحق ہو گیا۔ میر جعفر نے نواب کو مشورہ دیا کہ موہن کو بھی واپس بلا لیا جائے اور کل متفقہ حملہ کیا جائے۔ چناں چہ نواب نے اسے بھی واپس بلا لیا۔ اب میدان خالی تھا، کلائیو نے میر جعفر کا اشارہ پا کر حملہ کر دیا۔ میر جعفر نے فوج کو مزید دور ہٹا لیا۔ نواب کی فوج نے جنگ میں حصہ نہ لیا۔ نواب سراج الدولہ وہاں سے جان بچا کر نکلے لیکن راج محل میں پہنچے تو گرفتار کر کے اُن کو قتل کر دیا گیا۔

علامہ اقبال نے اپنے کلام میں اسی غداری کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا ؂

جعفر از بنگال، صادق از دکن
ننگ ایمان، ننگ دیں، ننگ وطن

پلاسی کے مقام پر انگریزوں کی فتح نے برصغیر پاک و ہند میں برطانوی حکومت کا سنگ بنیاد رکھا۔ بنگال جیسا صوبہ جس میں بہار، اڑیسہ کے علاقے شامل تھے، انگریزوں کے زیرِ اقتدار آ گیا۔

پلاسی کی فتح کے بعد میر جعفر کو بنگال کا نواب تسلیم کر لیا گیا۔ ۱۷۶۰ء میں میر جعفر کو معزول کر کے اس کے داماد میر قاسم کو بنگال کا نواب بنا دیا گیا۔ میر جعفر نے زندگی کے آخری دن نہایت تلخی میں گزارنے کے

بعد ۱۷۶۵ء مطابق ۱۱۷۹ھ میں وفات پائی۔

سلطنت خداداد میسور ریاست میسور صرف ۳۳ دیہات پر مشتمل تھی۔ اس ریاست کے نواب سلطان حیدر علی خان قریشی النّسل تھے۔ بغداد سے بر صغیر آئے تھے، کچھ عرصہ پنجاب میں رہنے کے بعد دکن میں منتقل ہو گئے۔ ۱۷۲۲ء مطابق ۱۱۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد فتح نے ارکاٹ اور میسور کی ریاستوں میں فوجی ملازت کی۔ حیدر علی کو میسور کی افواج کا سپہ سالار مقرر کر دیا گیا۔

۱۷۶۱ء مطابق ۱۱۷۴ھ میں حیدر علی نے میسور کی غیر معروف ریاست کو بڑی تیزی سے وسیع کرنا شروع کیا۔

۱۷۸۰ء مطابق ۱۱۹۵ھ نواب حیدر علی خان اَسّی ہزار فوج کے ساتھ طوفانِ برق و باد کی طرح میسور سے اٹھا اور کرناٹک پر چھا گیا۔ اور فتوحات کرتے ہوئے اس کی فوجیں مدراس کے نواح میں پہنچ گئیں۔

۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۷ھ میں عین میسور کی دوسری جنگ کے دوران ارکاٹ کے قریب سرطان کے عارضہ سے وفات پائی اور سرنگاپٹم میں سپرد خاک کیا گیا، جہاں سلطان ٹیپو نے مقبرہ تعمیر کیا۔

سلطان ٹیپو شہید ۱۷۸۲ء تا ۱۷۹۹ء مطابق ۱۱۹۷ھ تا ۱۲۱۳ھ ابتدائی زندگی دیون ہلی کے مقام پر ۱۷۵۲ء میں حیدر علی خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ نام ارکاٹ کے مشہور بزرگ ٹیپو مستان کے نام پر ٹیپو سلطان رکھا

گیا۔ ۱۵ سال کی نو عمری میں ہی اس کی سپاہیانہ زندگی کا آغاز ہوا۔

۱۷۶۷ء میں جب میسور کی پہلی جنگ ہوئی تو اس کو سوار فوج کا افسر اعلیٰ بنا کر مدراس کی طرف روانہ کیا گیا۔

حیدر علی کی وفات پر ۱۷۸۲ء مطابق ۱۱۹۷ھ تختِ سلمان پر جلوہ افروز ہوا۔

جنگ میسور ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۳ھ

مارچ ۱۷۹۹ء مطابق ۱۲۱۳ھ میں انگریزی افواج مدراس کی جانب سے اور دوسری طرف بمبئی کی جانب سے میسور پر اچانک حملہ آور ہوئیں۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

نظام کی بیس ہزار فوج حملہ آور ہوئی، ٹیپو سلطان نے بڑی چابک دستی سے تمام محاذوں پر حملہ آور فوج کی پیش قدمی روکنے کی کوشش کی۔ اور اس کی اعلیٰ عسکری منصوبہ بندی، سالاروں کی غداری کی جہ سے ناکام ہو گئی۔

اور سلطانی افواج شکست کھا کر سرنگاپٹم میں آ گئیں۔ اب انگریزوں نے سرنگاپٹم کا محاصرہ کر لیا۔ قوم فروش امراء سلطان کے ہر ارادے سے انگریزوں کو اطلاع دیتے تھے۔ آخر اتحادیوں کی توپوں کی گولہ باری سے فصیل میں شگاف پڑ گیا۔ سلطان ڈڈی دروازے سے نکل کر اپنے حفاظتی دستہ کے ہمراہ وہاں پہنچا۔ عین اس وقت دیوان پورینا نے سلطان سپاہ کو

تنخواہ وصول کرنے کے لیے بلا لیا۔ اور جب فصیلیں خالی ہو گئیں تو سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت انگریزی فوج کو اشارہ کر دیا۔ چناں چہ قلعہ پر عام حملہ شروع ہوا۔ دہلی دروازہ کے قریب سلطان ٹیپو نے اپنی فوج سے تین گھنٹے تک حملہ آوروں کو روکے رکھا۔

اسی اثنا میں وہ انگریزی فوج جو پورینا اور میر معین الدین کی غدّاری سے جنوبی فصیل اور مشرقی دروازہ پر قابض ہو چکی تھی سلطانی دستے پر دوسری طرف سے بھی گولیاں چلانے لگی۔ اب سلطان پیچھے ہٹا، مگر جب وہ ڈڈی دروازہ پر آیا تو اُسے بند پایا۔ غدّار اپنا آخری وار کر چکے تھے اور سلطان کی واپسی کا راستہ مسدود ہو گیا۔

غداروں نے انگریزوں کے سالاروں کو بتا دیا کہ مدافعت کرنے والوں میں سلطان خود موجود ہے۔ چناں چہ انگریزوں نے اسے ہر طرف سے نرغہ میں لے لیا۔

اسی موقعہ پر ایک افسر نے سلطان کو مشورہ دیا کہ اپنے آپ کو انگریزوں پر ظاہر کریں۔ اس پر سلطان نے غصے میں جواب دیا: ”شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے بہتر ہے۔“

اب دروازہ کے سامنے مختصر سی جگہ میں جہاد آزادی کا آخری معرکہ شروع ہوا۔ مئی ۱۷۹۹ء کی شدید گرمی میں دن 1½ بجے سے شام سات بجے تک سلطان دست بدست لڑائی میں دادِ شجاعت دیتا رہا۔ گھوڑا ہلاک

ہو جانے کی وجہ سے وہ پاپیادہ تھا۔ شدتِ پیاس سے اس کا گلہ خشک تھا، مگر تلوار حرکت میں تھی۔ اس کے گرد جانثار پروانوں کی طرح جان دے رہے تھے۔ سرنگاپٹم کی سرزمین خونِ شہید سے لالہ زار بن گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ٹیپو سلطان کی شہادت سے ریاستِ میسور کا خاتمہ ہو گیا۔ سلطان کی شہادت کی خبر پر جنرل پارس پکار اٹھا: ”آج ہندوستان ہمارا ہے۔“

پنجاب پر سکھوں کا قبضہ

رنجیت سنگھ ۱۷۸۰ء مطابق ۱۱۹۴ھ میں پیدا ہوا، اس کا باپ مہاں سنگھ گوجرانوالہ کے علاقہ پر قابض تھا اور سکرچاکیہ مثل کا سردار تھا۔ ۱۷۹۲ء میں بارہ برس کی عمر میں باپ کی وفات پر وہ اپنی ریاست مثل کا سردار مقرر ہوا۔

۱۷۹۸ء میں وائی کابل زمان شاہ نے پاک و ہند پر حملہ کیا اور پنجاب میں داخل ہونے پر اُسے معلوم ہوا کہ خود اُس کے ملک افغانستان پر ایرانی فوج کشی کر رہی ہے، چناں چہ وہ تیزی سے واپس پلٹا۔

دریائے جہلم

طغیانی پر تھا، اس لیے واپسی میں اس کی بارہ توپیں کیچڑ میں پھنس گئیں۔ رنجیت سنگھ نے یہ توپیں بحفاظت پشاور پہنچا دیں۔ ۱۷۹۹ء میں اس کے عوض زمان شاہ والی افغانستان نے رنجیت سنگھ کو حاکمِ لاہور بنا دیا۔

۱۷۹۹ء میں لاہور پر قبضہ سے رنجیت سنگھ کی اہمیت بڑھ گئی۔ اس

وقت پنجاب کے مقامی سرداروں نے اپنی اپنی خود مختار حکومتیں قائم کر رکھی تھیں۔

(۱) قصور پر نظام دین۔ (۲) ملتان پر مظفر خان درانی

(۳) ڈیرہ اسمٰعیل خان پر عبد الصمد خان۔ (۴) بنوں اور کوہاٹ پر شاہنواز خان

(۵) ڈیرہ غازیخان اور بہاولپور پر بہادل خان۔ (۶) جھنگ پر احمد خان سیال

(۷) پشاور پر فتح خان۔ (۸) کشمیر پر اعظم خان

(۹) اٹک پر جہانداد خان۔ (۱۰) گوجرانوالہ اور لاہور پر رنجیت سنگھ۔

(۱۱) امرت سر پر گلاب سنگھ۔ (۱۲) وزیر آباد پر جودھ سنگھ

(۱۳) کانگڑہ پر سنسار چند۔ (۱۴) چنبہ پر حیرت سنگھ۔

(۱۵) ہوشیار پور سے کپور تھلہ تک فتح سنگھ۔ (۱۶) دریائے ستلج اور جمنا کے درمیان بہت سے سکھ سرداروں نے اپنی اپنی حکومتیں قائم کر رکھی تھیں۔

رنجیت سنگھ کے قبضے (۱) رنجیت سنگھ نے سب سے پہلے گلاب سنگھ کو شکست دے کر امرت سر پر قبضہ کر لیا۔ ۱۸۰۲ء مطابق ۱۲۱۷ھ میں بھنگی سکھوں کو شکست دے کر اس نے امرتسر پر قبضہ کر لیا جو کہ

سکھوں کا متبرّک ترین مقام تھا۔ اس واقعہ سے اُس کی شہرت بڑھی اور اس نے مہاراجہ کا لقب اختیار کیا۔

- (۲) ۱۸۰۶ء مطابق ۱۲۲۱ھ تک رفتہ رفتہ ستلج کے مغرب میں واقع سکھ ریاستوں کو مطیع کر لیا۔
- (۳) چناں چہ اُس نے شمال اور مغرب کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ ۱۸۱۰ء سے ۱۸۱۸ء کے درمیان اس نے ملتان پر پر متعدد ناکام حملے کیے۔ آخر ۱۸۱۸ء میں نواب مظفر خان درانی نے بڑی ہمت و شجاعت سے مقابلہ کیا۔ آخر نواب اپنے پانچ بیٹوں سمیت لڑتا ہوا شہید ہو گیا، اور ملتان پر سکھوں کا قبضہ ہو گیا۔
- (۴) ۱۸۱۳ء میں اس نے گورکھوں سے کانگڑہ چھین لیا۔
- (۵) ۱۸۱۳ء میں اُس نے اٹک پر بھی قبضہ کر لیا۔
- (۶) ۱۸۱۹ء میں محمد عظیم خان کے نائب جبر خان سے جنگ کر کے کشمیر پر قبضہ کر لیا۔
- (۷) ۱۸۱۹ء سے ۱۸۲۲ء تک ڈیرہ جات کو زیر فرمان کر لیا۔
- (۸) افغانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ پشاور پر تسلط جمانے میں کامیاب ہو گیا۔ ۳۰ نومبر ۱۸۱۸ء کو اُس نے پشاور پر قبضہ کر لیا۔

پشاور کی تسخیر میں توسیع سلطنت کے علاوہ ایک اور شوق کار فرما تھا۔

پشاور کے حاکم یار محمد خان کے پاس لیلیٰ نامی ایک اعلیٰ نسل کی گھوڑی تھی۔ اس کا قد سولہ بالشت تھا اور شکل وصورت میں یکتا تھی۔ چناں چہ اس گھوڑی کو حاصل کرنے کے لیے اُس نے فوج کشی کی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اس گھوڑی کے حصول کے لیے اسے ساٹھ لاکھ روپیہ اور بارہ ہزار جانیں ضائع کرنا پڑیں۔

پشاور کے حاکم یار محمد خان نے سکھوں کی آمد پر پشاور چھوڑ کر یوسف زئی کے پہاڑوں میں پناہ لی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے شہر کو تو تباہی سے بچا لیا، لیکن بالا حصار اور چمکنی کو جو مشہور بزرگ شیخ عمر کا مدفن ہے، آگ لگا دی۔ اور اربابِ شہر کے ہر سربر آوردہ لوگوں سے پچیس ہزار کی رقم نذرانے میں وصول کی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

مہاراجہ نے قبائل کے سرداروں کو بازیاب کیا اور ان کو خلعت تقسیم کیے۔ چوتھے دن پشاور کو اپنے خلیف اور وفادار جہانداد وزیر خیل کو انتظامات سپرد کر کے لاہور کوچ کیا۔

بعد میں دوست محمد خان نے پچاس ہزار کی ہنڈی اور گھوڑے پیش کر کے پشاور کو دوبارہ حاصل کیا۔ اس طرح پشاور اور یوسف زئی کا علاقہ سکھ حکومت لاہور کا باج گزار بن گیا۔

افغانوں کی آخری جنگ محمد عظیم خان نے ۱۸۴۳ء مطابق ۱۲۵۹ھ میں اپنے یار محمد خان کی اس بے حمیّتی سے ناراض ہو کر خیبر پار کے

علاقے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا، اور سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ سخت مقابلہ ہوا، لیکن رنجیت سنگھ کی منظّم فوج غالب آگئی۔ اس جنگ میں ایک روایت کے مطابق دس ہزار افغان مقتول و مجروح ہوئے۔

نوشہرہ کے معرکے میں فتح کے بعد سکھ فوج نے پشاور پر قبضہ کر لیا۔ شاید ہزار برس کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ خالص اسلامی علاقہ غیر مسلم حکومت میں آگیا۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یار محمد خان اور دوست محمد خان کو مخفی طور پر دعوت دی۔ انہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو پانچ گھوڑیاں نذر کیں۔ مہاراجہ نے پشاور پر براہ راست قبضہ کی دشواریوں کو سمجھتے ہوئے ان دونوں بھائیوں کی خدمات کے صلے میں پشاور کو ان کے انتظام میں دے دیا۔ اور دوبارہ یہ علاقہ دربار لاہور کا باج گزار علاقہ بن گیا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید حنفی

سیّد احمد شہید کی تحریکِ جہاد

سیّد احمد شہید سکھوں سے جہاد کر کے آزادیٔ ہند کے جذبہ سے ہندوستان کو خیر باد کر کے اپنے مخلص رفقاء کے ساتھ ہجرت کر کے شمال مغربی سرحد پر پہنچنے کے لیے بلوچستان افغانستان کا طویل سفر کر کے قندھار پہنچے۔ اور پھر غزنی، کابل سے ہوتے ہوئے چمکنی سے گزرتے ہوئے نوشہرہ پہنچے اور اکوڑہ خٹک میں پہنچ کر سکھوں سے جہاد کی ابتدا کی۔

دریائے کابل کو عبور کر کے صف آرا ہوئے۔ آپ کے لشکر میں ۹۰۰ کے قریب مجاہدین تھے۔ جن میں ۱۳۶ ہندوستانی مجاہد اور ۸۰ قندھاری اور باقی ۶۸۴ اسی علاقہ کے مجاہد تھے۔ آپ نے سکھوں سے اکوڑہ خٹک کے درمیان میں مقابلہ کیا اور سکھوں کو پسپا کیا۔ اس جہاد میں ہندوستانی مجاہدین سے ۳۶ مجاہد شہید ہوئے۔ قندھاریوں میں چالیس، پینتالیس شہید ہوئے۔ دونوں میں سے تیس، چالیس زخمی ہوئے اور سکھوں کے سات سو آدمی مارے گئے۔

مجاہدین نے یہ حملہ رات کو سکھوں پر کیا اور پھر وہاں سے محفوظ مقام کی طرف منتقل ہو گئے۔ اکبر خان مجاہد نے جو بڑے دلاور تھے، مجاہدین سے کہا کہ بھائیو! کیا آج ہی لڑنا ہے؟ اب یہاں سے چلو ان شاء اللہ پھر

کافروں کو ماریں گے اور سب کو سمجھا کر واپس پھیر لائے۔

معرکہ بالاکوٹ ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء۔

ہزارہ میں سکھوں کی حکومت ۱۸۱۸ء مطابق ۱۲۳۴ھ میں قائم ہوئی۔ علاقہ ترین کے سردار محمد خان نے کمال خان کے خون کا بدلہ لینے کی ٹھانی۔ ہاشم خان نے اپنے بچاؤ کی یہ تدبیر کی کہ ملک سکھوں کے حوالے کر دیا۔ اس کی دعوت پر راولپنڈی کے سکھ گورنر مکھن سنگھ نے پانچ سو سوار لے کر ہزارہ پر حملہ کر دیا۔ سرائے صالح میں قلعہ بنالیا اور ہری پور کے میدان میں خراج باندھ دیا۔ ۱۸۲۲ء سے ۱۸۳۷ء تک ہری سنگھ نے ہزارہ پر حکومت کی۔

تحریکِ جہاد سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷۸۶ء مطابق ۱۲۰۱ھ رائے بریلی ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند حضرت شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض پایا۔ اس وقت برصغیر کے مسلمان جہالت کی تاریکی میں گم تھے۔ بے شمار غیر اسلامی رسومات و بدعات رائج تھیں۔ ہندومت اور بت پرستی کے اثرات مسلم معاشرہ میں نفوذ کر گئے تھے۔

چناں چہ سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ ان تبلیغی دوروں میں شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے اقوال کو جمع کر کے ایک کتاب مرتب کی جس کا نام "صراطِ مستقیم"

ہے۔

سکھوں کے مظالم کی داستان ان تبلیغی دوروں میں ہی آپ نے پنجاب میں مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم کی داستانیں سنیں اور آپ نے سکھوں کے خلاف جہاد کا ارادہ کر لیا۔

آخر ۱۸۲۵ء مطابق ۱۲۴۱ھ میں آپ ہندوستانی مسلمانوں کے ہمراہ قافلہ کی صورت میں سفر جہاد پر روانہ ہوئے۔ اور مایر، کوٹلہ، بہاولپور، حیدر آباد، سندھ، درہ بولان، قندھار سے ہوتے ہوئے کابل پہنچے۔ وہاں سے براستہ خیبر پشاور اور پھر نوشہرہ، اکوڑہ خٹک، حضرو پہنچے۔

- شریعت کے مطابق آپ نے دربار لاہور میں رنجیت سنگھ کو خط لکھا۔ اس پر رنجیت سنگھ نے اپنے سالار بدھ سنگھ کو فوج دے کر روانہ کیا۔ ۱۸۲۶ھ کے آخر میں اکوڑہ خٹک کے میدان میں پہلا معرکہ ہوا، جس میں میدان مجاہدین کے ہاتھ رہا۔
- اس کے بعد مجاہدین نے حضرو میں شب خون مارا، بہت سامالِ غنیمت حاصل کیا۔ ان کامیابیوں کے بعد ۱۸۲۷ء مطابق ۱۲۴۳ھ میں اس علاقہ کے علماء اور روساء نے آپ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی۔ آپ کو امیر المومنین منتخب کیا گیا، اور آپ کے نام خطبہ جاری ہوا۔
- اس کے بعد معرکہ سیدو پیش آیا۔ معرکہ سے ایک دن بعد بعض غدار سرداروں نے آپ کو زہر دے دیا۔ آپ کی جان تو بچ گئی، مگر

جنگ میں مجاہدین کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس صورت حال میں آپ کا لشکر سوات بُنیر کی طرف چلا گیا۔

پشاور میں مجاہدین کا غلبہ سکھ اس قدر پریشان ہوئے کہ رنجیت سنگھ خود پشاور آیا۔ اور سردار یار محمد خان سے ساز باز کر کے اسے اپنی طرف سے پشاور کا حاکم مقرر کیا۔ یہ شخص اب تک سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، مگر اب اُن کا سخت مخالف بن گیا۔ اس طرح مجاہدین کو سکھوں کے علاوہ مسلمان مخالفین سے بھی لڑنا پڑا۔

آخر یار محمد خان مارا گیا اور پشاور پر سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کنڑول ہو گیا۔ یار محمد کے بھائی سلطان محمد نے سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی۔ آپ نے اسے پشاور کا حاکم مقرر کر دیا اور سارے علاقہ میں قانونِ شریعت کا نفاذ ہوا، اور غیر اسلامی رسومات کا قلع قمع کیا جانے لگا۔

سرداران سمہ اور سلطان محمد نے غداری کی اور ایک مقررہ دن کو مختلف مجاہدین کا قتلِ عام کیا گیا۔

معرکہ بالاکوٹ اور شہادت جب سیّد احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود مسلمانوں کے ہاتھوں اپنے مقاصد کا یہ انجام دیکھا تو بہت دُکھ ہوا اور دل برداشتہ ہوئے۔ اب آپ یہاں سے کاغان کی طرف روانہ ہوئے، تاکہ کشمیر کی آزادی کے لیے جدوجہد کی جا سکے۔ لیکن سکھ فوج شیر سنگھ کی کمان میں آپ کے تعاقب میں پہنچی۔

بالاکوٹ کے مقام پر مجاہدین کسی غدار کی غداری کی بنا پر چاروں طرف سے گھر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۶ مئی ۱۸۳۱ء مطابق ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۲ھ بالاکوٹ کے تاریخی معرکہ میں سب کے سب مجاہدین جامِ شہادت نوش کر کے ابدی نیند سو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

سید صاحب کی تحریک کا اثر

سیّد احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک اگرچہ بظاہر کامیاب نہ ہو سکی، لیکن اس کی صدائے بازگشت برصغیر کے تمام گوشوں میں پہنچی اور اُس نے ملک کی سیاسی اور مذہبی زندگی کو متاثر کیا۔ آپ ایک ایسا نظام قائم کر گئے، جس سے آپ کے مقاصد کی تکمیل آپ کی شہادت کے بعد بھی ہوتی رہی۔ اکابر علمائے دیوبند نے آزادی ہند کے لیے ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں قربانیاں دیں۔ اس کے بعد مسلسل یہ "تحریک ریشمی رومال" اور "تحریک خلافت" کے عنوان سے آگے بڑھتی رہی۔ حتّٰی کہ سکھوں کی حکومت کا ۱۸۹۰ء میں خاتمہ ہو گیا اور پھر ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی ہند کی یہ تحریک کامیاب و کامران ہوئی۔ "پاکستان" کے عنوان سے "تحریکِ پاکستان" کامیاب و کامران ہوئی۔

ہری سنگھ کو شکست ہری سنگھ گنگر کی پہاڑیوں کی طرف متوجہ ہوا، جہاں قبائلی سردار محمد خان اور کچھ دوسرے پناہ گزیں تھے۔ مقابلہ ہوا،

جس میں ہری سنگھ کو شکست ہوئی۔

رنجیت سنگھ کا ہزارہ پر حملہ ہری سنگھ کی شکست کی خبر سُن کر رنجیت سنگھ بڑی فوج لے کر ہزارہ آیا۔ سرداروں کو طلب کیا، جنھوں نے سری کوٹ میں پناہ لی ہوئی تھی۔ لیکن ترین کے سردار محمد خان اور تنول کے سردار بلند خان اور مشراھنوں کے سردار محمد خان نے اُس کے حکم کی تعمیل کی۔

دوسری طرف مجاہدین آزادی ہند نے ۲۴ ذیقعد ۱۲۴۶ھ مطابق ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو تاریخ حریت کا یہ اندوہناک جہاد کیا۔ جس میں مجاہدین، سکھوں سے لڑتے ہوئے سب کے سب جام شہادت نوش کر گئے، حتیٰ کہ حالات بتانے والا بھی کوئی زندہ نہ بچا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

تحریکِ جہاد کے نتائج حضرت سید احمد شہید کی تحریکِ جہاد کی وجہ سے شمال مغربی سرحد پر سکھوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا اور پشاور بھی اُن کے ہاتھ سے جاتا رہا۔ مگر بالاکوٹ کے مقام پر مجاہدینِ اسلام اور سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۴ء میں پھر پشاور پر چڑھائی کر دی اور اس کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔

سندھ کی حالت رنجیت سنگھ کی نگاہیں سندھ پر بھی لگی ہوئی تھیں، مگر انگریزوں کی مخالفت کی وجہ سے وہ سندھ پر فوج کشی سے باز رہا۔ تاہم

ستلج کے مغرب میں سارا پنجاب نیز کشمیر اور پشاور کے علاقے اس کی حدودِ سلطنت میں شامل تھے۔

سکھ حکومت کا خاتمہ رنجیت سنگھ ۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ کو ۵۹ سال کی عمر میں آنجہانی ہوگیا۔ اور اس کا لڑکا کھڑک سنگھ تخت پر بیٹھا، ۱۸۴۰ء میں وہ بھی چل بسا۔ اس کا لڑکا نونہال سنگھ بھی حضوری باغ کا دروازہ گرنے سے مر گیا۔ سکھوں کا آپس میں قتل و قتال کا سلسلہ جاری رہا۔ آخر مارچ ۱۸۴۸ء میں انگریز فوج پنجاب میں داخل ہوئی اور گجرات کے قریب مقابلہ میں سکھوں نے انگریزوں سے شکست کھائی۔ پھر ملتان پر بھی انگریزوں کا قبضہ ہوگیا، اسی طرح انگریز افواج نے راولپنڈی کے قریب افغانوں کو پسپا کر کے پشاور پر بھی قبضہ کرلیا۔

آخر ۱۸۴۹ء میں پنجاب کو برطانوی قلمرو میں شامل کر دیا گیا۔

مہاراجہ دلیپ سنگھ کو ۵۰ ہزار پونڈ سالانہ کا وظیفہ دے کر رانی جنداں کے ہمراہ انگلستان بھیج دیا۔ جہاں اُس نے عیسائی مذہب اختیار کرلیا۔ خالصہ فوج توڑ دی گئی، جن سکھ سرداروں نے لڑائی میں حصہ لیا تھا، اُن کو سخت سزائیں دی گئیں اور ان کی زمینیں ضبط کرلی گئیں۔ اور پنجاب کا انتظام تین انگریز کمشنروں کے ایک بورڈ کے سپرد ہوا، اور پھر ایک پنجاب کا چیف کمشنر مقرر کیا گیا۔

الحاقِ پنجاب سے برطانوی سلطنت کی حدود شمال مغربی درّوں سے جا

ملیں۔ اور فوجی اہمیت کا یہ علاقہ انگریزوں کی تحویل میں آ گیا۔ انگریزوں نے جلد ہی سکھوں کو رام کر کے اُن کی مکمل حمایت حاصل کر لی۔ اور ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں سکھوں کے ساتھ مل کر مجاہدین آزادی کو کچلنے میں کامیاب ہو گئے۔

نظریۂ الحاق انگریزوں نے دیسی ریاستوں پر ہاتھ صاف کرنے کی غرض سے ایک نیا طریقہ استعمال کیا۔ اس نے یہ نظریہ قائم کیا کہ جب کسی ریاست کا حکمران لاولد مرے تو اس کے متبنیٰ کو صرف ذاتی جائیداد ورثہ میں ملنی چاہیے، نہ کہ ریاست کی حکومت۔ وہ سابق حکمران کا تخت اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے کہ انگریزی حکومت اسے اُس کی اجازت دے، بصورت دیگر اس ریاست کا خود بخود برطانوی حکومت سے الحاق ہو جائے گا۔ اسے "نظریۂ الحاق" کہا جاتا ہے۔ نظریہ الحاق کے اطلاق سے مندرجہ ذیل ریاستیں انگریزی حکومت میں شامل کر لی گئیں:

ریاست ستارا دکن میں یہ ایک ریاست تھی۔ ۱۸۴۸ء میں ستارا کے راجہ نے وفات پائی۔ لاولد تھا، اس لیے اس کے مرنے کے بعد ریاست کو انگریزی سلطنت میں شامل کر لیا گیا۔

ریاست جھانسی ۱۸۵۳ء میں جھانسی کا راجہ لاولد مر گیا۔ گورنر جنرل نے ریاست کا انگریزی حکومت سے الحاق کر لیا۔

ریاست ناگپور ۱۸۵۳ء میں ناگپور کے لاولد راجہ نے وفات پائی۔

لاولدیت کی بنیاد پر انگریزوں نے ریاست پر قبضہ کرلیا۔

ریاست اودھ ۱۸۵۶ء ریاست میں بد نظمی کا بہانہ بنا کر ریاست کا برطانوی حکومت نے الحاق کرلیا۔

الحاق اودھ سے شمالی برصغیر کا نہایت زرخیز خطہ پر قبضہ کرنے سے برطانوی سلطنت کی حدود خلیج بنگال سے پشاور تک پھیل گئیں۔ الحاق اودھ کے بعد ریاست کی فوج توڑ دی، اس طرح اسی ہزار سپاہی بے کار ہو گئے۔ اس وقت انگریز فوج کی تعداد ۲ لاکھ اٹھتر ہزار تھی، جن میں انگریز ۲۴ ہزار اور ہندوستانی ۲ لاکھ بیس ہزار تھے۔

اسی نظریہ الحاق کے تحت انگریزوں نے کئی حکمرانوں کے وظائف بند کر دیے۔ حالاں کہ ان کے ساتھ انگریزوں کے قدیمی معاہدے تھے۔ نواب کرناٹک اور راجہ تنجور کی وفات پر ان کے خطابات اور وظیفے بند کر دیے گئے۔ ریاست پیشوا کی وفات کے بعد اس نے متبنیٰ ناناصاحب کو وظیفہ دینے سے انکار کر دیا۔

بہادر شاہ ظفر شہنشاہ دہلی سے کہہ دیا گیا کہ اس کے بعد شاہی قلعہ پر قبضہ کرلیا جائے گا۔ مغل خاندان کی نام نہاد بادشاہت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جنگِ آزادی

۱۸۵۷ء مطابق ۱۲۷۴ھ

۱۸۵۷ء میں پاک و ہند میں غیر ملکی حکومت کے خلاف بغاوت کا زبردست ولولہ پیدا ہوا، جس نے برصغیر کے بڑے حصے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

حریت پسندی کے سامنے واحد نصب العین یہ تھا کہ برصغیر کو غیر ملکی اقتدار سے نجات دلائی جائے۔ اس موقع پر مغل سلطنت کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفرؔ نے عوام سے جو اپیل کی اس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ ہم اپنے وطن عزیز اور مذہب کو پنجۂ اغیار سے چھڑانا چاہتے ہیں۔

یہی بات ہر جگہ محراب و منبر سے بھی دہرائی گئی۔ ملک کے تمام باشندوں اور کسانوں نے بلالحاظ مذہب و ملت جس طرح حریت پسندوں کی مدد کی، اور جس جوش کا مظاہرہ کیا، اس کے پیش نظر یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ یہ ایک قومی بغاوت تھی جس کا مقصد حصول آزادی تھا۔ اس لیے انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ اسے "جنگِ آزادی" کہا جائے۔

سیاسی وجوہات اب تک ایسٹ انڈیا آئینی طور پر مغل بادشاہ کی

باجگذار کی حیثیت رکھتی تھی۔ مگر اب بہادر شاہ ظفر مغل تاجدار کو اطلاع کر دی گئی کہ اس کے جانشین کو لال قلعہ خالی کرنا ہو گا۔ عوام کے دل میں شاہی خاندان کے ساتھ ہمدردی کے گہرے جذبات پائے جاتے تھے۔ جو اس اطلاع سے بے حد مجروح تھے کہ ریاست اودھ کے الحاق سے مسلمانوں کے احساسِ زیاں میں اضافہ ہوا۔ عوام میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی، جس کا اظہار "جنگِ آزادی" کے دوران بڑے جوش سے کیا گیا۔

(۲) **معاشرتی وجوہات** مسلمانوں کو پہلے ہی انگریزوں سے نفرت تھی، کچھ اس لیے کہ ان سے ناروا سلوک کیا جاتا تھا۔ اور کچھ اس لیے کہ انہیں اقتدار سے محروم کرنے والے انگریز تھے۔ اب مسلمانوں کی تاریخ جس پر انہیں بجا طور پر ناز تھا، یہ صورت حال ناقابل برداشت تھی کہ انگریز مسلم حکومت تباہ کرنے کے بعد اب اس کے ماضی پر کیچڑ اچھالنے لگے تھے۔

واقعاتِ جنگِ آزادی ۱۱ مئی ۱۸۵۷ء کو انقلابیوں نے دہلی پہنچ کر بہادر شاہ ظفر کی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ انگریزوں نے بارود خانے کو آگ لگا دی، تاکہ انقلابیوں کے ہاتھ نہ آئے۔ اب دہلی کی افواج بھی انقلاب میں شامل ہو گئیں۔ انگریز افسر قتل کر دیے گئے اور دہلی شہر پر انقلابیوں کا قبضہ ہو گیا۔

دوسرے دن بادشاہ نے دربار منعقد کیا اور ایک دستورالعمل مرتب

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

کیا۔ شہزادہ مرزا مغل کو سپہ سالار بنا دیا گیا۔ اب انقلاب کے شعلے ہر طرف پھیل گئے، فوجی سپاہی اور رضاکار ہر طرف سے دہلی پہنچ رہے تھے۔

ادھر قلتِ رسد ہو گئی، خزانہ شاہی خالی تھا۔ اور دہلی کے نواح میں گجر لوٹ رہے تھے۔ ان حالات میں بخت خان بریلی سے دستے کے ہمراہ آیا، اس نے فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور حالات کو سنبھالا۔

دہلی کا محاصرہ۔ ۸ جون ۱۸۵۷ء انگریزی افواج نے ریاست پٹیالہ اور دیگر سکھ ریاستوں کی کمک سے دہلی کا محاصرہ کر لیا، جو ساڑھے تین ماہ تک جاری رہا۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

اس دوران انقلابیوں نے بے شمار مصائب کے باوجود بڑی پامردی سے مقابلہ کیا۔ دہلی شہر میں انگریزوں نے جاسوسی کا جال بچھا رکھا تھا۔ بادشاہ کے خاص مشیروں میں بھی جاسوس موجود تھے، انگریزوں کو ہر منصوبہ سے آگاہ کر دیتے تھے۔ ۷/ اگست ۱۸۵۷ء کو شہر میں بارود تیار کرنے کا کارخانہ اور ذخیرہ اچانک اڑا دیا گیا۔

انگریز کا دہلی میں داخلہ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء

آخر ۲۰ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزی افواج شدید مزاحمت کا مقابلہ کرتے ہوئے دہلی میں داخل ہو گئی۔ بہادر شاہ ظفر نے ہمایوں کے

مقبرے میں پناہ لی۔ بخت خان نے اسے دہلی سے روہیل کھنڈ میں چلنے کا مشورہ دیا۔ مگر اُس کے ایک رشتہ دار مرزا الٰہی بخش نے صلاح دی کہ اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دو۔ وہ در پردہ انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔ اس طرح اس غدار کی سازش سے حراست میں آ گیا۔ بادشاہ پر مقدمہ چلایا اور اُسے رنگون میں جلا وطن کر دیا۔ جنگ آزادی کا عظیم مجاہد یہاں سے بسلامت نکل آیا اور اودھ میں جا کر انگریزوں سے لڑتا رہا، پھر بعد میں نیپال کے پہاڑوں میں روپوش ہو گیا۔

جنگ آزادی کے دوسرے محاذ اودھ۔ روہیل کھنڈ۔ کانپور۔ جھانسی کے ساتھ ساتھ دیگر اہم مقامات میں بھی انقلاب کی صدائے بازگشت شمالی برصغیر کے دور افتادہ گوشوں تک خبر پہنچی اور بے شمار مقامات اس سے متاثر ہوئے۔

پنجاب میں لاہور، فیروزپور، نوشہرہ، جالندھر، جہلم، سیالکوٹ وغیرہ کئی مقامات پر مجاہدین نے جنگِ آزادی میں بڑھ چڑھ کر قربانیاں دیں۔

لیکن انگریز افسران نے مستعدی سے دیسی وطنی افواج کو غیر مسلّح کر دیا۔ اس طرح بہار، مغربی بنگال کے اکثر شہر انقلاب سے متاثر ہوئے۔ چٹاگانگ، ڈھاکہ جنگِ آزادی کے اہم مراکز بن گئے۔ جون ۱۸۵۸ء تک انگریزوں نے جنگِ آزادی کے تمام اہم مراکز پر قبضہ کر لیا۔

نتائج جنگ آزادی جہادِ آزادی کے دوران انگریز مقتولین کی تعداد سات ہزار بتائی گئی ہے اور ۵ لاکھ کے قریب ہندوستانی قتل ہوئے۔ کئی دنوں تک قتل عام جاری رہا۔ جامع مسجد دہلی اور شاہی لال قلعہ کے درمیان سارا محلہ جس میں امراء کے محلات اور خوبصورت تاریخی عمارات تھیں، کو زمین سے ملا دیا گیا۔ اس پر ہل چلا کر اسے میدان میں تبدیل کر دیا گیا۔

مساجد کی بے حرمتی کی گئی اور حکومت نے انہیں اپنی تحویل میں لے لیا۔ ایک تجویز یہ تھی کہ جامع مسجد دہلی کو نیلام کر دیا جائے۔ لیکن پانچ سو سال تک اُس پر حکومتِ انگریز کا قبضہ رہا، اس کے بعد مسلمانوں کو واپس ملی۔

خادم اہلسنت حافظ عبدالوحید الحنفی

شاہی قلعہ کے اندر خاص شاہی محلات منہدم کر دیے گئے۔ اور ان کی جگہ فوجی بارکیں تعمیر ہوئیں۔ قلعہ کی جو عمارات بچیں، ان کو بھی خوب لوٹ کر مسخ کر دیا گیا۔

افسوس ناک واقعہ یہ بھی ہوا کہ شاہی کتب خانہ کو تباہ کر دیا گیا اور نایاب کتابیں اور قیمتی دستاویزات کو پارہ پارہ کر دیا گیا۔ علماء، فضلاء اور شعراء تہ تیغ ہو گئے، اس سفاقی میں دہلی کی ساری آبادی کو باہر نکال دیا گیا۔ اس دوران حکومت خزانہ کے لالچ میں خزانہ کی تلاش میں فرش کھدواتی رہی۔

جنوری ۱۸۵۸ء تک یہ سلسلہ دہلی میں جاری رہا، اس کے بعد آبادی واپس آنا شروع ہو گئی۔

ہند میں عہدِ برطانیہ اور سیاسی جماعتیں

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان میں سیاسی بیداری کا آغاز ۱۸۸۵ء مطابق ۱۳۰۳ء میں دوبارہ اس طرح ہوا۔

انڈین نیشنل کانگرس

کانگریس کی بنیاد دسمبر ۱۸۸۵ء میں ایلن ہیوم نے ڈالی۔ وہ انگریز گورنمنٹ کے محکمہ سول سروس میں سیکرٹری کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوا تھا۔ پاک و ہند کی بڑھتی ہوئی غربت، بے چینی اور سیاسی حالات سے اسے اندیشہ ہوا، اور اس نے محسوس کیا کہ اہلِ ہندوستان کی سیاسی رہنمائی اور حکومت کو عوام کے خیالات سے باخبر رکھنے کے لیے ایک سیاسی جماعت کی ضرورت ہے۔

ابتداء میں اُس کا ارادہ محض سماجی تنظیم قائم کرنے کا تھا۔ انگریز لارڈ فرن نے اُس کو مشورہ دیا کہ سماجی تنظیم کے بجائے ایک باقاعدہ سیاسی جماعت کی بنیاد ڈالنی چاہیے۔ ہیوم نے انگلستان جا کر پارلیمنٹ کے اراکین سے بھی تبادلہ خیال کیا۔

آخر تمام صوبوں سے جدا جدا مندوب طلب کیے، اور ہر مندوب

کے لیے انگریزی زبان کی واقفیت ضروری قرار دی گئی۔ یہ ہندوستان سے ۷۲ کی تعداد میں بمبئی کے مقام پر جمع ہوئے اور ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء مطابق ۱۳۰۳ھ ڈبلیو سی بلیز جی کی صدارت میں کانگرس کا پہلا اجلاس منعقد ہوا۔ اس کے بعد ہر سال مختلف شہروں میں اجلاس منعقد ہونے لگے۔

حکومتِ ہند کا رویہ کانگریس کا قیام ہی حکومت کے ایما پر ہوا تھا۔ اس کے مندوبین کو حکام کی طرف سے دعوتیں دی جاتی تھیں، اس کے کئی صدر بھی انگریز تھے۔

مگر جوں ہی کانگریس کے مطالبات اور سیاسی سرگرمیاں زور پکڑتی گئیں، حکومت کا رویہ تبدیل ہو گیا۔ ۱۸۹۲ء میں حکومت نے حکم جاری کیا کہ سرکاری ملازمین اس کے اجلاسوں میں شرکت نہ کریں۔

کانگریس میں مسلمان اگرچہ کانفرنس میں چند مسلمان بھی موجود تھے، کانگریس کے ۱۸۸۷ء کے اجلاس کے صدر بدر الدین طیب جی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

لیکن کانگریس میں اکثریت ہندوؤں کی تھی، اور مسلمان من حیث القوم اس سے الگ رہے۔

۱۹۱۱ء کے بعد ملکی حالات نے ایسی کروٹ بدلی کہ ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے قریب ہو گئے، اور کانگریس میں مسلمانوں کی دلچسپی

بڑھ گئی۔ لیکن تحریکِ خلافت کے بعد اس کا خاتمہ ہو گیا۔

مسلم لیگ کا قیام سر سیّد نے مسلم قوم کو سیاست سے الگ رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ لیکن مسلم رہنماؤں کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے لیے سیاسی تربیت ضروری ہے۔ اور اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ مسلمانوں کی ایک سیاسی جماعت تشکیل کی جائے، جو کہ ان کے مطالبات کو منوانے کے لیے سیاسی جدّوجہد کرے۔ اس طرح سلیم اللہ خان نواب آف ڈھاکہ نے ۱۹۰۶ء میں ڈھاکہ میں ہندوستان کے مسلم زعماء کا اجلاس بلایا اور دسمبر ۱۹۰۶ء میں "آل انڈیا مسلم لیگ" قائم ہوئی۔

"آل انڈیا مسلم لیگ" کا پہلا اجلاس نواب وقارالملک کی صدارت میں ہوا اور آغا خان کو اس کا صدر بنایا گیا۔ اور نواب وقار الملک اور نواب محسن کو جائنٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا، اس کا مرکزی دفتر علی گڑھ میں قائم کیا گیا۔

اغراض و مقاصد مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد میں ہندوستان کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی نگہداشت اور ان کی ضروریات و خواہشات کو حکومت کے سامنے پیش کرنا تھا۔

جمعیت علماء ہند کا قیام ہندوستان کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کانگریس نے بھی انگریزوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مفاہمت کرنے کی پالیسی اختیار کر رکھی تھی۔ جب کہ آل انڈیا مسلم لیگ بھی ابھی تک

ہندوستان کے مسلمانوں کے اپنی ترجیحات کا تعین بھی نہیں کر سکی تھی۔ "آل انڈیا مسلم لیگ" کا قیام ہی دراصل ہندوستان کے مسلمانوں کو انگریزوں کی تابعداری پر قائل کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا تھا۔ مسلم لیگ کے سیاسی اساسی مقاصد میں یہ بات صراحت کے ساتھ لکھی ہوئی تھی، اور ریکارڈ پر موجود ہے۔

ایسے حالات میں شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فکر سے وابستہ علماء نے ۲۲ نومبر ۱۹۱۹ء مطابق ۲۸ صفر ۱۳۳۸ھ کو جب دہلی میں خلافت کانفرنس کا پہلا اجلاس تھا۔ اس میں جمعیت علماء ہند کے نام سے ایک اسلامی سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی۔ اور ہندوستان کی تاریخ میں سب سے پہلے انگریز سرکار سے مکمل خلاصی اور آزادی کا مطالبہ کیا۔

شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جمعیت علمائے اسلام کے پہلے اجلاس کی صدارت کی اور ہندوستان سے انگریزوں کو نکال باہر کرنے کے عزم کا اعادہ کیا۔

اس تحریک میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے مایہ ناز شاگردوں، مولانا سید احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ، مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی علمی شخصیات کی قیادت میں "آزادیٔ وطن" کی جدوجہد جاری رکھی۔ اور قید و بند کی مصیبتوں اور رکاوٹوں کی پرواہ کیے بغیر حصولِ آزادی کا سفر جاری رکھا۔ اس جلسے میں

علماء نے اس امر کی ضرورت محسوس کی کہ امام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد کے وارث علماء کو ایک رابطے سے منسلک کیا جائے، جن کی اجتماعی قوت کو ۱۸۵۷ء کے انقلاب نے منتشر کر دیا تھا۔ چناں چہ اس اجلاس میں موجود علماء نے ”جمعیت علمائے ہند“ کے نام سے نئی جماعت بنانے کا اعلان کیا۔

قیامِ جمعیت علماء ہند کے بعد پہلا اجلاس ۲۸ دسمبر ۱۹۱۹ء پر ۴ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ جو اسلامیہ ہائی سکول امرتسر کے احاطہ میں جمعیت علماء ہند کا پہلا اجلاس ہوا۔ جس میں ہندوستان بھر سے اور مختلف مکاتب فکر کے سینکڑوں علماء اور مذہبی رہنما شریک ہوئے۔

جمعیت علماء ہند کے صدر مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بنائے گئے، جو کہ ۱۹۴۰ء وفات تک اس کے صدر رہے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ صدر بنائے گئے، جو کہ ۱۹۴۰ء سے ۱۹۵۷ء وفات تک اس کے صدر رہے۔

جدُوجہد آزادی (ا) جمعیت علمائے ہند نے جہاں ہندوستان کی مکمل آزادی کے لیے اپنے مشن کی کامیابی کی خاطر دیگر ابنائے وطن بالخصوص ہندوؤں کے ساتھ مفاہمت اور رواداری کے ماحول کی تشکیل کی، وہاں آزادی کے حصول کے بعد ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مستقل سیاسی نظام کا خاکہ بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس وقت انگریزوں کی حدود حکومت میں ۱۱ صوبوں میں سے ۵ صوبوں میں مسلمانوں کی اکثریت تھی اور چھ صوبوں میں ہندوؤں کی اکثریت پائی جاتی تھی۔

کانگریس کا خصوصی اجلاس میں ہندوؤں کی جانب سے لالہ رجپت رائے اور مسلم زعماء کی جانب سے ڈاکٹر مختار احمد انصاری کو "ملّی میثاق" کا مسودہ تشکیل دینے کی ذمہ داری دی گئی۔ اور انہوں نے ایک ایسا مسودہ پیش کر دیا، جس میں ہندوستان کی مکمل آزادی کو نصب العین قرار دے کر تمام اقوام ہند اور مذاہب کے حقوق کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔

میثاق ملّیہ ہند اس میثاق ہند کے تحت طے کیا گیا کہ ہندوستان ایک جمہوری طرز کی ریاست ہائے متحدہ ہندوستان ہو گی۔ اس میں ہندو مسلم کو برابر کی بنیاد پر متناسب نمائندگی ہو گی۔

مرکز میں پینتالیس، پینتالیس فی صد مسلمانوں اور ہندوؤں کو برابر نمائندگی ہو گی اور باقی ۱۰ فی صد دوسری اقلیتوں کو متناسب نمائندگی حاصل ہو گی۔

- (۲) تمام ملتوں اور مذاہب کو کامل مذہبی آزادی حاصل ہو گی۔
- (۳) ریاستوں کو تمام داخلی اختیارات حاصل ہوں گے۔ جو ریاستیں اتفاق سے اُسے تفویض کریں گی اور جن کا تعلق پورے ملک سے ہو گا۔

- (۳) مرکزی سطح پر سپریم کورٹ قائم کی جائے گی، جس میں تمام قومیتوں اور مذاہب کے نمائندے موجود ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ

جمعیت علمائے ہند کی جانب سے حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ و دیگر مسلم زعماء نے اس مسودّے پر غور و عوض کر کے اصولی طور پر اس سے اتفاق کرتے ہوئے، جمعیت علمائے ہند کی طرف سے اس میں کچھ اضافی نوٹ بھی شامل کرنے کی تجویز دی۔ جس میں مسلمانوں کے حقوق بالخصوص پرسنل لاء کے لیے الگ نظام مقرر کرنے کی تجویز بھی شامل تھی۔

پہلی جنگِ عظیم ستمبر ۱۹۱۴ء چوں کہ برطانیہ نے اس جنگ میں جرمنی اور آسٹریا کے خلاف نمایاں حصہ لیا، اس لیے پاک و ہند کو بھی لڑائی کی آگ میں جھونک دیا گیا۔ اس مصیبت کے وقت پاک و ہند نے برطانیہ کی پوری مدد کی۔ اس کے باشندوں نے لڑائی کے اخراجات میں دس کروڑ کا چندہ دیا۔

بیس لاکھ ہندوستانی سپاہی مختلف ممالک فرانس، یونان، مصر، افریقہ، فلسطین اور عراق وغیرہ میں انگریزوں کے دوش بدوش لڑتے رہے۔ لیکن ان کے عوض وہ حکومتِ برطانیہ سے جس سلوک کی توقع رکھتے تھے، اس میں انہیں مایوسی ہوئی۔

متحدہ تحریکِ آزادی چناں چہ مسلمانوں اور ہندوؤں نے اس سلسلہ

میں باقاعدہ متحدہ طور پر تحریک شروع کی۔ مسلم لیگ، کانگریس اور جمعیت علمائے ہند نے مل کر ایک منصوبہ بنایا، جسے میثاق لکھنؤ کہا جاتا ہے۔ اور مل کر انگریز حکومت پر دباؤ ڈالا کہ ان کے مطالبات تسلیم کر لیے جائیں۔ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اور دیگر مسلم رہنماؤں نے کانگریس کے پلیٹ فارم سے آزادی ہند اور مسلمانوں کے حقوق کی جنگ لڑی۔ جمعیت علمائے ہند نے مسلمانوں کے حقوق سے متعلق کانگریس کی اچھی پالیسیوں کی تائید کی اور بعض کانگریسی متعصب لیڈروں کی مسلمانوں کے بارے میں متعصبانہ سوچ کی سختی سے مخالفت کی پالیسی اختیار کی، جو بہت حد تک کامیاب تھی۔

مسلم لیگ کی سوچ مسلم لیگ نے ہندو مسلم اتحاد کی پالیسی کو ترک کر کے اپنے پرانے نعرے ہندو مسلم اتحاد کو ترک کر کے، اپنے آپ کو ہندوستان بھر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت کے طرز پر متعارف کرانا شروع کر دیا۔

جس سے ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک فکری خلیج پیدا ہو گئی۔ ہندوؤں کی تنگ نظری اور کانگریس کے بعض رہنماؤں کی دوغلی پالیسیوں نے مسلمانوں کے شکوک و شبہات میں اضافہ کر دیا، اور ان میں عدم تحفظ کا احساس پیدا کر دیا۔ جس سے مسلم لیگ کی مقبولیت کا راستہ ہموار ہو گیا۔

تحریک سول نافرمانی اس تحریک میں علمائے کرام نے انگریزی فوج میں بھرتی ہونے کی حرمت کا فتویٰ دیا کہ انگریزی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے، کیوں کہ انگریزی فوجیں ہندوستان سے باہر مسلمانوں سے برسرپیکار ہیں۔

اس فتوے اور تحریک کے جرم میں امیر شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو تین سال قید کی سزا دی گئی۔ مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک سال قید کی سزا سنائی گئی۔ مولانا حسین احمد مدنی کو کراچی مقدمہ خالق دینا حال میں قید کی سزا سنائی گئی۔

تحریکِ ترک موالات مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبدالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے تحریکِ خلافت میں غیر مسلم ہندوستانیوں کو شامل کرنے کے لیے ترکِ موالات کے نام سے اس تحریک کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ جس کا مقصد ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں میں برطانیہ اور دیگر یورپین اقوام کے خلاف نفرت پیدا کرنا تھا۔

چناں چہ اس میں فیصلہ کیا گیا کہ:

- (۱) جن ہندوستانی حضرات کو سرکار برطانیہ کی طرف سے سرکاری خطابات دیے گئے ہیں، وہ ان خطابات کو واپس کر دیں۔
- (۲) سرکاری سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا بائیکاٹ کریں۔
- (۳) عدالتوں کا بائیکاٹ کریں۔

- (۴) سرکاری ملازمتوں سے استعفیٰ دے دیں۔
- (۵) یورپین مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔

اس طرح اس تحریک میں ہندو بھی شامل ہو گئے۔

تحریکِ سول نافرمانی کے اثرات برصغیر کی رائے عامہ کو مطمئن کرنے کے لیے اکتوبر ۱۹۲۹ء میں حکومت برطانیہ نے بیان دیا کہ حکومت کا مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کو نوآبادیاتی درجہ دے دیا جائے۔

کانگریس کا اجلاس لاہور دسمبر ۱۹۲۹ء میں کانگریس نے لاہور کے مقام پر سالانہ اجلاس میں مکمل آزادی کی قرارداد منظور کی، اور سارے ملک میں ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء کو یومِ آزادی منایا۔

اس کے ساتھ ہی کانگرس نے اپنے مطالبات منوانے کے لیے سول نافرمانی کی ملک گیر تحریک شروع کی۔ قانون نمک سازی توڑا گیا، غیر ملکی مال کا مقاطعہ کیا گیا۔ حکومت نے وسیع پیمانہ پر گرفتاریاں کیں اور قومی رہنماؤں اور رضاکاروں کو جیل میں بند کر دیا۔

گول میز کانفرنس ۱۹۳۰ء اب حکومت نے مجبور ہو کر ۱۹۳۰ء میں گول میز کانفرنس منعقد کی۔ کانگریس نے بائیکاٹ کر دیا۔ بعض ہندوؤں کی کوشش سے دوسری گول میز کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں محمد علی جناح نے اپنا مؤقف پیش کیا۔ لیکن گاندھی جو کانفرنس کے نمائندہ تھے، انہوں نے یہ ماننے سے انکار کر دیا، اس پر یہ اجلاس بھی ناکام ہو گیا۔

۱۹۳۲ء میں تیسری گول میز کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی۔ ۱۹۳۵ء میں دو نئے صوبے سندھ اور اڑیسہ وجود میں آئے۔

۱۱ صوبوں میں انتخاب ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کے ۱۱ صوبوں میں انتخابات ہوئے، کانگریس نے متعدد صوبوں میں اکثریت حاصل کرلی۔

(۱)مدراس (۲)بمبئی (۳)یو پی (۴)بہار (۵)صوبجات متوسط (۶)اڑیسہ (۷)آسام (۸)شمال مغربی سرحدی صوبہ میں وزارتیں بنانے میں کامیاب ہوگئی۔

وزارتوں کی تشکیل میں کانگریس نے مسلمانوں سے طوطا چشمی برتی اور مسلمانوں کے نمائندوں کو وزارتوں میں لینے سے انکار کر دیا۔ اس کے علاوہ کانگریسی راج کے صوبوں میں مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا گیا۔ ان حالات میں مسلمانوں میں ہیجات پیدا ہوا۔

قراردادِ پاکستان ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء مسلم لیگ نے لاہور کے مقام پر اپنے سالانہ اجلاس میں وہ شہرہ آفاق قرارداد منظور کی، جس میں پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا مطالبہ کر دیا اور اس کے حصول کے لیے تحریک شروع کر دی۔

تقسیم ہند کا فیصلہ جون ۱۹۴۵ء میں وائسرائے ہند نے شملہ کے مقام پر کانگریس اور مسلم لیگ کے رہنماؤں کا اجلاس طلب کر لیا، لیکن شملہ کانفرنس ناکام ہوگئی اور پورے ہندوستان میں فسادات شروع ہوگئے۔

آخر ۳ جون ۱۹۴۷ء کو برصغیر کی تقسیم کا منصوبہ منظور کر کے ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ، مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ، مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی رحمہ اللہ اور ان کے عقیدت مند حضرات دو قومی نظریہ کی حمایت کرتے ہوئے ۱۹۲۸ء میں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ مملکت ہونی چاہیے۔ ۱۹۴۳ء میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت کے متعلقین نے ۱۹۴۵ء میں "جمعیت علمائے اسلام" کے نام سے ایک سیاسی جماعت قائم کی۔ جس کا صدر شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ کو منتخب کیا۔ جمعیت علمائے اسلام نے باقاعدہ منظم طریقے سے قیام پاکستان کے لیے مسلم لیگ کی حمایت جاری رکھی۔ یہاں تک کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب قیام پاکستان ہوا تو کراچی میں پاکستانی پرچم کی پرچم کشائی مغربی پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ صاحب نے کی اور ڈھاکہ میں پرچم کشائی مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے کی۔

ان علماء کی معاونت کے بغیر قیام پاکستان ممکن نہیں تھا۔ قیام پاکستان کے بعد جمعیت علمائے اسلام پاکستان نے پرچم اسلام بلند رکھا اور آئین ساز اسمبلیوں میں شریعت کے نفاذ کے لیے آج تک قربانیاں دے رہی

ہے۔ آج ۲۰۲۱ء میں جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہیں۔ ان سے پہلے ان کے والد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۴ء اور ۱۹۷۰ء کی قومی اسمبلی میں اسلام کے نفاذ کے لیے بھرپور کوشش کی۔ مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے آئین پاکستان میں یہ بل منظور کرایا کہ قادیانی اور لاہوری مرزائی غیر مسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ جمعیت علمائے اسلام کو کامیاب وکامران کریں۔ آمین بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ دَائِمًا وَّسَرْمَدًا

خادِمِ اہلِ سنت

عبدالوحید الحنفی چکوال

۶ فروری ۲۰۲۱ء مطابق ۲۳ جمادی الثانیہ ۱۴۴۲ھ

النور مینجمنٹ
چکوال (پاکستان)
0334-8706701
www.alnoors.com
اسلامی لٹریچر اور کتب کی بہترین کمپوزنگ
اور پرنٹنگ کے لیے، نیز ہر قسم کے اشتہارات
اور ایڈورٹائزنگ کے لیے رجوع کریں

خدامِ اہلِ سنت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت (پاکستان)

(۲ محرم الحرام ۱۳۹۳ھ...... 6 فروری 1973ء)

خدایا اہل سنت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سنت کا ہر سو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابوبکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبی پاکؐ کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے "کُنْ" کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسول پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سنی مسلمان وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دین حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمت سے مظہر ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

ـ الحمد للہ! تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئین پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونوں گروہوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

صداقت اہلسنّت والجماعت پر
محققانہ شہرہ آفاق مطبوعات

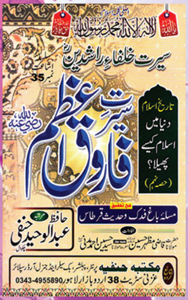

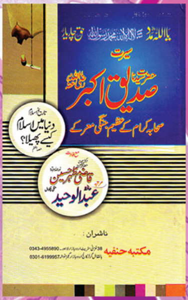

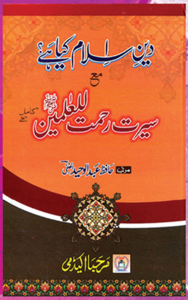

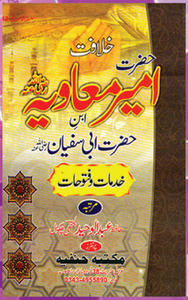

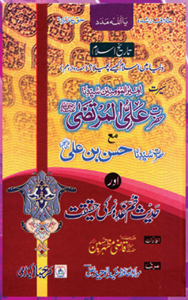

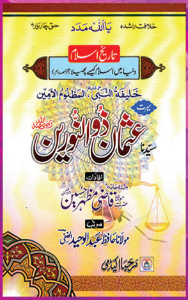

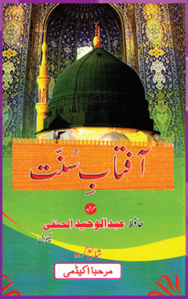

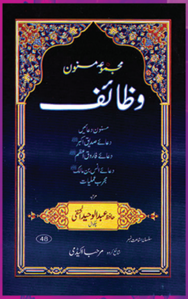

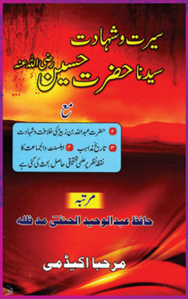

ہماری کتابیں آن لائن پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ
کرنے کے لیے ہماری ویب سائیٹ وِزٹ کریں:
www.alhanfi.com